غصّہ کی حالت میں طلاق کا حکم

[Urdu–اُردو– الأُردية]

فتوی: شعبہ علمی اسلام سوال وجواب سائٹ

ترجمہ: اسلام سوال وجواب سائٹ

مراجعہ وتنسیق: عزیز الرّحمن ضیاء اللہ سنابلی

حكم الطلاق في حالة الغضب

[الأُردية –اُردو– Urdu]

فتوى: القسم العلمي بموقع الإسلام سؤال وجواب

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب

مراجعة وتنسيق: عزيز الرحمن ضياء الله السنابلي

45174: غصّہ کی حالت میں طلاق کا حکم

سوال:

ایک مسلمان خاتون کے خاوند نے سخت غصہ کی حالت میں اسے کئی بار "تجھے طلاق ہے" کے الفاظ کہے ہیں، اس کا حکم کیا ہے خاص کر اس کے بچے بھی ہیں؟

بتاریخ 2010-07-28 کو نشر کیا گیا

جواب

الحمدللہ:

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

اگر کسی شخص کو اس کی بیوی اس کے ساتھ برا سلوک کرے اور اسے گالیاں دے، تو وہ (شوہر) غصہ کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اس کا حکم کیا ہے؟

شیخ کا جواب تھا :

" اگر مذکورہ طلاق شدتِ غضب اور عدم شعور کیوجہ سے آپ سے صادر ہوئی ہے، اور بیوی کی بدکلامی اور گالیوں کی بنا پر آپ اپنے آپ پر کنٹرول نہ رکھتے تھے اور اپنے اعصاب کے مالک نہ تھے، اور آپ نے شدتِ غضب اور شعور نہ ہونے کی حالت میں طلاق دیدی اور بیوی بھی اس کا اعتراف کرتی ہے، یا پھر عادل قسم کے گواہ ہیں جو اس کی گواہی دیتے ہوں تو پھر طلاق واقع نہیں ہوئی ہے.

کیونکہ شرعی دلائل اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شدتِ غضب- اور اگر اس میں شعور اور احساس بھی جاتا رہے- میں طلاق واقع نہیں ہوتی ہے-

اس کے دلائل میں: مسند احمد، ابو داود اور ابن ماجہ کی درج ذیل حدیث ہے :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَا طَلَاقَ وَلَا عَتَاقَ فِي إِغْلَاقٍ)

" اغلاق کی حالت میں نہ تو غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ ہی طلاق واقع ہوتی ہے "

اہل علم کی ایک جماعت نے [اغلاق] کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد: اکراہ یعنی جبر یا غصہ ہے؛ یعنی شدید غصہ، جسے

شدید غصہ آیا ہو اور اس کا غصہ اسے اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کرنے دیتا، اس لیے شدید غصہ کی بنا پر یہ پاگل و مجنون اور نشہ کی حالت والے شخص کے مشابہ ہوا، اس لیے اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی .

اور اگر اس میں شعور و احساس جاتا رہے، اور جو کچھ کر رہا ہے شدتِ غضب کی وجہ سے اس پر کنٹرول ختم ہو جائے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے .

غصہ والے شخص کی تین حالتیں ہوتی ہیں :

پہلی حالت :

جس میں احساس و شعور جاتا رہے، ایسے شخص کو مجنون و پاگل کے ساتھ ملحق کیا جائے گا، اور تمام اہل علم کے یہاں اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی .

دوسری حالت :

اگرچہ شدید غصہ ہو لیکن اس کا شعور اور احساس نہ جائے بلکہ اسے اپنے آپ پر کنٹرول ہو اور عقل رکھتا ہو، لیکن غصہ اتنا شدید ہو کہ اس غصہ کی بنا پر اسے طلاق دینے پر مجبور ہونا پڑے، تو صحیح قول کے مطابق اس شخص کی بھی طلاق واقع نہیں ہوگی .

تیسری حالت :

عام قسم کا غصہ ہو اور بہت شدید اور زیادہ نہ ہو، بلکہ عام غصہ ہو جو لوگوں سے صادر ہوتا ہے تو یہ ملجئ (طلاق پر مجبور کرنے والا) نہیں ہے، اور اس قسم کے حامل شخص کا سارے علماء کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی "۔ انتہی

دیکھیں: [فتاوی الطلاق جمع و ترتیب ڈاکٹر عبد اللہ الطیار اور محمد الموسی صفحہ: ۱۹ - ۲۱]

شیخ رحمہ اللہ نے دوسری حالت میں جو ذکر کیا ہے وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہا اللہ کا موقف ہے اور ابن قیم رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں ایک کتابچہ بھی تالیف کیا ہے جس کا نام [اغاثۃ اللھفان في حکم طلاق العضبان] رکھا ہے، اس میں درج ہے :

غصہ کی تین قسمیں ہیں :

پہلی قسم :

انسان کو غصہ کی مبادیات اور ابتدائی قسم آئے یعنی اس کی عقل وشعور اور احساس میں تبدیلی نہ ہو، اور جو کچھ کہہ رہا ہے یا کر رہا ہے اس کا ادراک رکھتا ہو تو اس شخص کی طلاق واقع ہونے میں کوئی اشکال ہی نہیں بچتا ہے، اور اس کے سب معاہدے وغیرہ صحیح ہونگے .

دوسری قسم :

غصہ اپنی انتہائی حد کو پہنچ جائے کہ اس کا علم اور ارادہ ہی کھو جائے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے، اور وہ کیا ارادہ رکھتا ہے، تو اس شخص کی طلاق نہ واقع ہونے میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔

چنانچہ جب اس کا غصہ شدید ہو جائے، چاہے وہ علم بھی رکھتا ہو کہ وہ کیا کہہ رہاہے تو اس حالت میں بلاشک وشبہ اس کے قول کو نافذ نہیں کیا جائے گا،کیونکہ مکلف کے اقوال تو اس صورت میں نافذ ہوتے ہیں جب قائل کی جانب سے صادر ہونے اور اس کے معانی کا علم رکھتا ہو،اور کلام کا ارادہ رکھتا ہو .

تیسری قسم :

سابقہ دو مرتبوں (دو قسموں کے درمیان کا غصہ ہو) کے درمیان جس کا غصہ ہو،یعنی مبادیات سے زیادہ ہو لیکن آخری حد کو نہ چھوئے کہ وہ پاگل و مجنون کی طرح ہو جائے،تو اس میں اختلاف پایا جاتا ہے .

شرعی دلائل اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس کا طلاق دینااور آزاد کرنا اور وہ معاہدے جن میں اختیار اور رضامندی

شامل ہوتی ہے نافذ نہیں ہونگے، اور یہ اغلاق ہی کی ایک قسم ہے جیسا کہ علماء نے اس کی تشریح بیان کی ہے"۔ انتھی (معمولی تصرّف کے ساتھ) منقول از: مطالب اولی النھی (۵ : 323)اور زاد المعاد (۵ / ۲۱۵) میں بھی اسی طرح مختصرا ذکر ہے،اورالموسوعة الفقهية الكويتية (۲۹ /۱۸) میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

اورخاوند کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور طلاق کے الفاظ استعمال کرنے سے اجتناب کرے، تاکہ اس کے گھر میں کوئی تباہی نہ ہو، اور خاندان نہ بکھر جائے .

اسی طرح ہم خاوند اور بیوی دونوں کو یہ نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے حدود اللہ کا نفاذ کریں اور اس بات کا گہرائی سے خیال رکھنا چاہئے کہ خاوند کی جانب سے بیوی

کے معاملہ میں جو کچھ (صادر)ہوا ہے کیا وہ عام غصہ کی حالت میں ہوا ہے یعنی (غصہ کی)تیسری قسم جس میں سب علماء کے ہاں طلاق واقع ہو جاتی ہے .

اور انہیں اپنے دینی معاملہ میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اور یہ مت دیکھیں کہ دونوں کی اولاد ہے، جس کی بنا پر یہ تصور کر لیا جائے کہ جو کچھ ہوا وہ غصہ کی حالت میں ہوا اور فتوی دینے والے کو اس کے وقوع پر آمادہ کر دے۔حالانکہ دونوں یعنی خاوند اور بیوی کو علم تھا کہ یہ اس سے کم درجے کا تھا۔

اس بنا پر اولاد کا ہونا خاوند اور بیوی کو طلاق جیسے الفاظ کو بلا سوچے سمجھے ادا کرنے میں مانع ہونا چاہیے، یہ نہیں کہ اولاد ہونے کی وجہ سے وہ شرعی حکم کے بارے میں حیلہ بازی کرنا شروع کر دیں اور طلاق واقع ہو جانے کے بعد اس سے کوئی

مخرج اور چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کریں، اور فقہاء کرام کی رخصت کو تلاش کرتے پھریں .

اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو دینی بصیرت عطا کرے اوراپنی شریعت اور شعائر کی تعظیم کی توفیق دے۔

واللہ اعلم .

اسلام سوال وجواب

(طالبِ دُعا:عزیزالرحمن ضیاءاللہ :azeez90@gmail.com)

IslamHouse.com